رجسٹرڈ ایل نمبر ۴۷۷

Registered No. L 477

ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتیٰ یغیروا ما بانفسہم

بے شک خدا کسی قوم کی حالت تبدیل نہیں کرتا جب تک کہ وہ قوم اپنی حالت تبدیل نہ کرے

الحکم

سنہ ۱۹۱۰ء

جلد ۱۴

ایڈیٹر - شیخ یعقوب علی (تراب) احمدی

(قادیان دار الامان)

شرح قیمت جو ہر حال میں پیشگی لی جائیگی

عوام سے ... ... صہ

خواص سے ... ... عہ

ہندوستان سے باہر ۷

غیر مذاہب اور غیر مستطیع احباب سے ۲
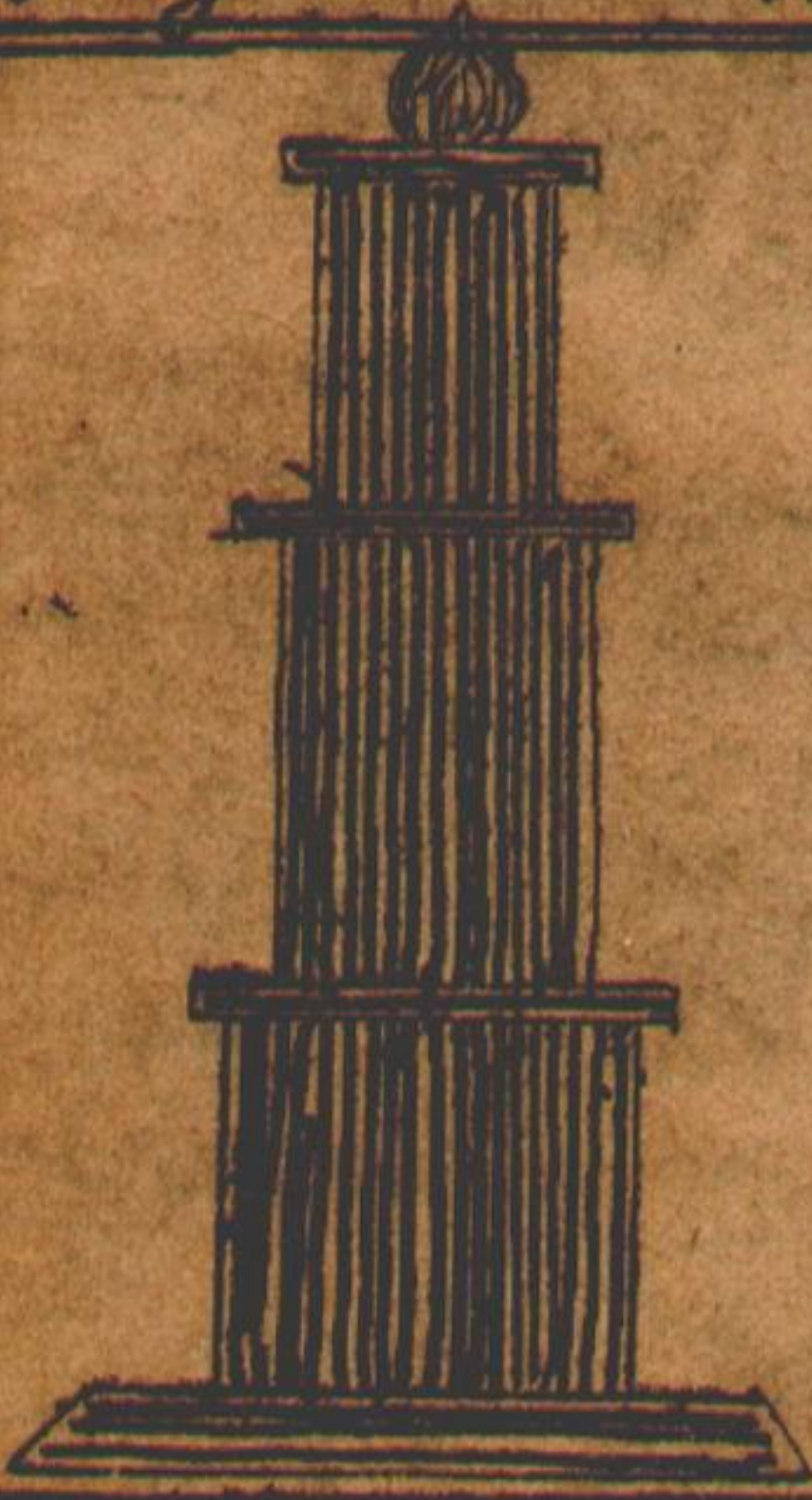
چہ گویم با تو گرائی چہ در قادیاں بینی

دوا بینی شفا بینی غرض دار الامان بینی

قادیان دار الامان کے کارخانہ انوار احمدیہ سے ہر انگریزی مہینہ کی ۷-۱۴-۲۱-۲۸ تاریخ سے شایع ہوتا ہے

انوار احمدیہ پریس قادیان میں باہتمام شیخ یعقوب علی تراب مالک و ایڈیٹر و پبلشر چھپکر شائع ہوا

پھیلایا ہے۔ اور مختلف جگہوں میں شدھی سبھائیں قایم کی جارہی ہیں۔ یہانتک کہ **ایک آریہ** نے اپنے سفر انگلستان کے وقت کہا کہ عدن کے قریب پہونچکر اس کے دل میں جوش اُٹھا کہ مکہ کی دیواروں پر

اوم کا جھنڈا گاڑ آؤں

اپنے مذہبی جذبہ سے متوش ہوکر اس کا ایسا خیال کرنا کوئی عجیب بات نہیں ہوسکتی۔ مگر ہمارے لئے

سبق آموز ضرور ہے

کیا ہمارے بزرگان دین اس وقت اپنے اختلاف مٹا کر یا چھوڑ کر اس طرف توجہ نہیں کرسکتے کہ وہ ان علاقوں میں جہاں مسلمانوں کے دیہات آباد ہیں۔ اور وہ اسلام سے محض ناواقف ہیں۔ خدا کے لئے جائیں۔ اور انہیں آگاہ کریں کہ اسلام کیا ہے؟ اور پھر ان حصّوں میں جہاں عیسائی اور آریہ اپنے اپنے رنگ کی کوششوں میں مصروف ہیں ایسے لوگوں کی ضرورت ہے جو محض خدا کے لئے نکل جائیں اور جا کر وعظ کریں۔

انجمنیں کثرت سے بن جاتی ہیں۔ اور ان کے قواعد وضوابط کے دفتر بھی موجود ہوتے ہیں۔ مگر سمجھ میں نہیں آتا کہ اس طرف کیوں کم توجہ ہے۔ دہلی۔ علیگڈہ میں مخصوص انجمنیں ان اغراض کے لئے ہیں۔ مگر ان کی کارروائی کی رپورٹیں یا پبلک نہیں ہوتی ہیں۔ یا میں ان سے بے خبر ہوں۔ بہر حال جو لوگ اسلام کے لئے دردمند دل رکھتے ہیں وہ اس درد کو لے کر اُٹھیں۔ اور محض اس خیال سے کہ اللہ تعالیٰ ان سے راضی ہوجاوے اور وہ خدا کے دین کی تبلیغ کرسکیں۔ ان علاقوں میں نکل جائیں۔ اور کام کریں۔ اگر ایسے احباب مجھ سے کسی قسم کی مدد اور معلومات حاصل کرنا چاہیں تو میں اپنی طاقت کے موافق انہیں معلومات بہم پہنچانے کی کوشش کروں گا میں یہی کر سکتا ہوں۔ اور اس لئے عذر نہیں ✦

اسلامی اخبارات اس قسم کی تحریکیں کریں۔ اور علماء کو توجہ دلادیں کہ وہ اپنے مفید معلومات سے ان لوگوں کو فایدہ پہونچائیں۔ جو مسلمان کہلا کر اسلام علیکم کے بجائے پالاگن کہتے ہیں یہ حالت بڑی دردناک ہے۔ اور

اندریں وقتِ مصیبت چارۂ ما بیکساں
جز دعائے بامداد و گریہ اسحار نیست

حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہٖ کی واپسی

حضرت خلیفۃ المسیح جیسا کہ ناظرین کو علم ہے۔ ملتان ایک طبّی شہادت کے لئے ۲۴ جولائی ۱۹۱۱ء کو تشریف لے گئے تھے ۳۱ جولائی ۱۹۱۱ء کو بعد دوپہر قادیان میں بخیر تشریف لائے۔ قادیان میں آپ کی آمد بالکل پرائیویٹ تھی۔ کیونکہ اس تاریخ کو خادمان قادیان متوقع نہ تھے کہ حضرت قادیاں وارد ہوجاویں گے بلکہ قادیان میں افواہ تھی کہ اس تاریخ کو آپ کا کوئی لیکچر امرتسر ہوگا۔ حضرت خلیفۃ المسیح کی طبیعت فطرتاً سادہ بے تکلف اور نمود و نمائش سے بری واقع ہوئی ہے۔ اور یہ قدرتی امر ہے۔ کہ وہ لوگ جو خدمت دین و نفع خلق کے لئے کسی رنگ میں مامور کئے جاتے ہیں وہ حد درجہ کی سادگی سے خمیر شدہ طبیعت رکھتے ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ دنیا کی نمائش اور زرق برق چیزیں انہیں اپنی طرف کھینچ نہیں سکتی ہیں۔ اسی بناء پر حضرت نے بالکل ایک عام آدمی کی طرح نہ اس زمانہ کے پیروں کی طرح یہ سفر کرنا پسند فرمایا۔

حضرت کے اس سفر کے حالات میرے مکرم بھائی مفتی محمد صادق صاحب نے لکھنے کا ارادہ کیا ہے کیونکہ وہ اس سفر میں حضرت کے ساتھ تھے اس لئے ان حالات کو انہیں کے لئے چھوڑ کر بعض عام باتوں کا ذکر کردیتا ہوں۔

۲۷۔ کی صبح کو آپ نے انجمن اسلامیہ ملتان کے مدرسہ کے ہال میں ایک پبلک لیکچر دیا۔ جس کا اثر بہت ہی عمدہ پڑا۔ واپسی پر آپ تین دن لاہور ٹھیرے اور پبلک لیکچر دیا۔ جو بعد میں انشاء اللہ العزیز شایع ہو جاوے گا لاہور میں لیکچر دیکر حضرت گاڑی پر سوار ہو کر عازم دارالامان ہوئے۔ اور بعد دوپہر خدا کے فضل و کرم سے دارالامان میں پہونچگئے۔ الحمد للہ ✦

انجمن اشاعت تعلیم فیروزپور

فیروزپور میں مندرجہ بالا نام سے ایک انجمن قایم ہے یہ انجمن نہایت عمدہ کام کررہی ہے۔ اس کی سالانہ رپورٹ اور قواعد بغرض اشاعت میرے پاس بھیجے گئے ہیں۔ میں انہیں کسی مناسب موقعہ پر حسب گنجائش انشاء اللہ پھر درج کروں گا۔ سردست مجھے یہ کہنا ہے کہ انجمن کے اغراض نہایت مفید اور قابل قدر ہیں اور وہ یہ ہیں۔

(۱) مسلمان لڑکوں کو تعلیم کا شوق دلانا اور انمیں سے مستحق لڑکوں کو کسی مناسب سکول میں تعلیم پانے کے لئے مدد دینا۔

(۲) ایسے لڑکوں کو جنہیں انجمن امداد دے۔ اخلاقی اور تعلیمی نگرانی کرنا انہیں مناسب طریق پر دینی تعلیم دینے کا بندوبست کرنا اور لڑکوں میں انعامات یا وظائف کے ذریعہ دینداری کو ترقی دینا۔

(۳) مسلمان لڑکوں کو صنعت وحرفت اور تجارت کی تعلیم اور ترغیب دینا۔

انجمن مذکور کے ان اغراض اور اسکے کام کرنے کے طریقہ کو کوئی شخص پسند کئے بغیر نہیں رہ سکتا۔ ایسی انجمنوں کی ملک کے ہر حصّہ اور ہر گاؤں۔ اور قصبہ میں ضرورت ہے۔ اور مسلمانوں کی تعلیم کے سلسلہ میں یہ سوچنا اور بھی ضروری ہے کہ اس وقت انہیں کس قسم کی تعلیم دیجاوے۔

یہ اور اسی قسم کے دوسرے سوالات مسئلہ تعلیم کے حل میں بحث کے قابل ہیں۔ بہرحال یہ مسلم امر ہے۔ کہ مسلمانوں کے بچوں کو وظایف دیکر ان کی تعلیمی اور مذہبی نگرانی کرکے تعلیم دلانا نہایت ارزاں اور آسان طریق ہے بمقابلہ اپنے سکولوں کو کثرت سے جاری کرنے کے۔ امرتسر کی انجمن تعلیمی بھی اسی اصول پر قایم کی گئی ہے۔ بہر حال میں فیروزپور کی انجمن اشاعت تعلیم کو مسلمانوں کے لئے

ایک نعمت

سمجھتا ہوں۔ اور اس نعمت کی قدر کرنا مسلمانوں کا فرض ہے ✦

پانچ روپے سے دو لاکھ روپے کس طرح ہو گئے؟

یہ کل کی بات ہے کہ میں ایک معمولی حیثیت کا انسان سمجھا جاتا تھا۔ آج ان سطروں کے پڑھنے والوں کے سامنے صرف ایک مفید ایجاد سے دس ہزار نہیں پچاس ہزار نہیں بلکہ پورے دو لاکھ روپے کی جائیداد کا بلا شراکت غیرے مالک و مختار ہوں۔ میری کامیابی کا راز روح حیات کی ایجاد ہے چند سال ہوئے کہ میں نے پانچ روپے کے سرمایہ سے تجارت شروع کی تھی۔ اور آج تک دس لاکھ روپے کا فروخت ہو چکا ہے جس ایک دفعہ میری اس ایجاد کا استعمال کیا ہے۔ وہ تمام عمر کے واسطے روح حیات کا مجسم اشتہار بن گیا صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر لاہور میری تین یوم کی آمدنی ۸۸۳ تصدیق کرتے ہیں ہاں یہ ضرور ظاہر ہے کہ جب تک کوئی دوائی شرطیہ مفید نہ ہو سکے اس کی اسقدر کثرت سے بکری ناممکن ہے۔ بقول حضرت داغ دہلوی کہ وہ شخص بڑا ہی بدنصیب ہے جو آج تک روح حیات کے مجربہ فوائد اور شرطیہ نتائج سے محروم رہا ہے سنئے روح حیات کیا چیز ہے۔ روح حیات میں وہ طاقت بھری ہے کہ ہاتھی اور شیر کا مقابلہ اس کے پینے والے کو آسان ہے۔ کیا آپ نے نہیں سنا کہ جناب ڈاکٹر پی این صاحب بہادر میڈیکل سپرنٹنڈنٹ حضور شہنشاہ ایڈورڈ ہفتم خلد اللہ ملکہ اور گورنمنٹ انگلشیہ کے معزز عہدہ داروں وغیرہ نے روح حیات کو طاقت میں بے نظیر مانا ہے۔ روح حیات رگ و ریشہ میں تحریک پیدا کر کے بوڑھے گھوڑے فاسفورس کو چکا کر خون صالح پیدا کر کے اعصاب کی سستی کو بھی بجلی کی مانند سیماب وجود بنا کے ہر ایک انسان کو ایسا صحیح تندرست بنا دیتا ہے کہ پھر حوادث زمانہ اگر تلوار لے کر بھی مارے تو بھی ٹکر بجائے آپ ہو جاویں ہندوستان و انگلستان اور ممالک غیر کے بہترین اور مانے ہوئے ڈاکٹروں میڈیکل کالج کے لیکچراروں معزز عہدہ داروں سلطنت کے سرٹیفکیٹوں اور باوجود امتیاز زمانہ اگر تلوار بھی اور ۸۸۳ روپے روح حیات کی تین دن کی بکری کوئی ہے جو یہ نتیجہ نہ نکالے کہ روح حیات انسان کی دوبارہ زندگی کے لئے لاثانی دوا نہیں ہے بچپن کے زمانہ یا جوانی کی بے پرواہ حالت میں بوجہ بے اعتدالیوں یا خلاف قاعدہ قدرت عامل ہونے سے جو لوگ مرض کمزوری اعصاب پیدا کر کے دنیا کی تمام لذتوں سے محروم ہو بیٹھے ہیں۔ ان کے لئے روح حیات ترقی کامل تریبدف دوا ہے۔ یہ نہ صرف دوا ہی ہے بلکہ اعصاب کی طاقت افزا غذا ہے۔ یہ وہ مقوی دوا ہے جو دو یوم میں قوت رجولیت کو بڑھانا شروع کر دیتی ہے چہرہ پر رونق و آبداری حاصل ہوتی ہے قوت باہ عالت طبعی پر آ جاتی ہے۔ و دیگر امراضات جو کثرت فواحشات اور طفولیت کی نادیہ باہ رکات سے لاحق حال ہو گئی ہوں ان کے دفعیہ کیلئے روح حیات اکسیر کا حکم رکھتا ہے۔ نامردی ضعف باہ ضعف مثانہ جریان سرعت۔ رقت ضعف معدہ ضعف دماغ ضعف جگر ذیابیطس اور اختلاج قلب کیلئے بمنزلہ تریاق ہے جسمانی کمزوری لاغری بیرونقی اور زردی چہرہ کیلئے اگر اسے تمام مقوی دواؤں پر ترجیح دی جائیگی تو بجا ہے ۔۔۔ ہی اس کا اثر خاص ان اعصاب پر ہے جن پر قوت باہ کا مدار ہے بمنزلہ دل کو جوان کرے۔ جوان کو مستانہ اور بوڑھے کو صاحب ہمت بنانا اسی دوا کا کام ہے۔ اس کے استعمال سے علی العموم اولاد نرینہ پیدا ہوتی ہے۔ ... روح حیات کی قیمت فی شیشی ہے۔ روح حیات کے علاوہ ایک عجیب اثر دوائی جو صرف بیرونی استعمال سے مردہ اعصاب کو زندہ کر دیتی ہے ہمارا روغن دافع سستی ہے یہ روغن رگوں پٹھوں کی سستی لاغری وغیرہ کو دور کر کے معمولی طاقت کو از سر نو بحال کرتا ہے۔ بالکل گئے گذرے مریضوں نامردوں کو پورا مرد بناتا ہے قیمت فی شیشی ہے۔ یہ ہر دو دوائیں حکیم محمد شریف۔ آئی ڈاکٹر۔ کیمیا گر۔ پروپرائٹر شفاخانہ عام لاہور سے طلب کرو۔

ارے دوڑو!! اجلدی دوڑو!!!

جیسے بنے ڈاکٹر برمن کا عرق کافور لے آؤ

جب کسی کو ہیضہ ہوتا ہے اس کے گھر میں ایسی پکار پڑ جاتی ہے اور گھبرا کر یہی کہتے ہیں اگر پہلے ہی سے تھوڑا سا سوچو۔ تو یہ تکلیف کیوں اٹھانا پڑے۔ کیوں نہیں ایک شیشی

عرق کافور کی

لے کر گھر میں ڈال رکھتے۔ یہ اصلی عرق کافور چالیس برس سے مشہور اور تجربہ کی ہوئی ہیضہ کی انمول دوائی ہے گرمی کے دست پیٹ کا درد مروڑ اور متلی کیلئے اکسیر کا حکم رکھتا ہے۔ قیمت فی شیشی ۱ھ محصول ڈاک ایک شیشی سے چار شیشی تک ۵ھ

عرق پودینہ

ہر ایک بال بچہ والے کو یہ دوا گھر میں رکھنی چاہئے۔ یہ عرق ولایتی پودینہ کی ہری پتیوں سے نکالا گیا ہے اس کا رنگ بھی مثل پتی کے سبز ہے اور اصلی پودینہ کی خوشبو بھی تازی پتیوں کے مانند رہتی ہے۔ یہ عرق ڈاکٹر برمن کی صلاح سے ولائت کے نامی دوا فروش نے بنایا ہے۔ ... کیلئے یہ نہایت مفید دوا ہے پیٹ کا پھولنا۔ ڈکار کا آنا۔ پیٹ کا درد۔ بدہضمی۔ متلی اور اشتہا کا کم ہونا۔ یہ سب ... جلد دور ہو جاتی ہیں گود کے بچوں کیلئے اس سے بڑھ کر کوئی دوسری دوا نہیں۔ قیمت فی شیشی ۸ھ محصول ڈاک ... مفصل حالات کی کتاب بلا قیمت مل سکتی ہے۔ منگا کر ملاحظہ کیجئے۔

ڈاکٹر ایس کے برمن نمبر ۵ و ۶ تاراچند دت سٹریٹ کلکتہ

سچائی کا جھنڈا

اشتہاروں کی گرم بازاری مضمونوں کی تیز و طراری مریضوں کی آہ و زاری نے کیا عجب سماں دکھلا رکھا ہے کہ الامان۔ لیکن ہمارا کام صرف باتوں سے نہیں چلتا ہم پہلے دوا مفت دیتے ہیں اول آزماؤ پھر منگواؤ۔ بھلا اس میں بھی دھوکا ہے۔ قوائے تناسل کے متعلق ان دنوں مختلف قسم کی بدکاریوں کی وجہ سے عام طور پر ضعف کی شکایات ہے۔ ہم نے ایسی مرض کیلئے یہ معجون تیار کی ہے۔ جس کے چند روزہ استعمال سے تمام امراض انشاء اللہ فوراً دفع ہو جاتے ہیں اور ہر قسم کی شکایتیں انشاء اللہ مفقود ہو جاتی ہیں ہمارا کام یہ کر دکھا دیں کہ جواہرات سے تیار ہوئی ہیں اول مفت منگائیے پھر اگر شفا ہو تو طلب فرمائیے قیمت فی بکس عمہ

طلا طلسمی ہیں اور سالی گری اور جوانی کی غلط کاریوں سے امراض لاحق ہو جاتے ہیں اور بعض اوقات خودکشی کی نوبت پہنچتی ہے ہمارے اس طلا طلسمی سے فائدہ اٹھائیے اور معجون طلسمی کھائیے انشاء اللہ وہ اس کو مفید پائیں گے قیمت ہے ماشہ کی

سرمہ سلیمانی۔ آنکھوں کی کل بیماریوں کو دفع کرنے والا اور قوت بینائی بڑھانے والا قیمت فی تولہ ۔ **سنون دندان**۔ دانتوں کی کل

اسلام اور عیسائی مشنری

یہ ایک مسلّم امر ہے کہ **اسلام** ہی ایک ایسا مذہب ہے جو عیسائی مشنریوں کی نظر میں کھٹکتا ہے۔ اور وہ آئے دن مختلف رنگوں اور پیرایوں میں یہ کوشش کرتے رہتے ہیں۔ کہ کسی طرح سے اسلام کو دنیا سے مٹا دیں۔ مگر خدا کی باتیں نہیں ٹل سکتیں ہیں۔ اور **اسلام** بجائے معدوم ہونے کے ترقی کر رہا ہے۔ خصوصاً اس چودھویں صدی میں جو احیائے اسلام اور اظہار علی الدین کل کے لئے پہلے سے مقرر ہو چکی ہے۔ کیونکہ اسی صدی کے سر پر اللہ تعالیٰ نے اس مرد خدا کے نزول کا وعدہ دیا تھا۔ جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی زبان پر مسیح و مہدی کے نام سے پکارا گیا +

یہی وجہ ہے۔ کہ اشاعت و تبلیغ اسلام کے لئے جسقدر اسباب اور سہولتیں اس صدی میں میسر ہیں۔ اس سے پہلے کسی زمانہ میں اُن کی نظیر نہیں ملتی۔ حال میں بمقام اڈنبرا مشنریوں کی ایک عالمگیر کانفرنس ہوئی ہے جس میں رومن کیتھولک اور یونانی کلیسیا کے عیسائی تو شامل نہیں ہوئے۔ باقی مختلف ممالک سے عیسائی مشنری اس میں شامل ہوئے۔ اس کانفرنس کی غرض عیسویت کی اشاعت کے متعلق تجاویز پر غور کرنا۔ اور اسلام کا مقابلہ تھا۔ کیونکہ جب ہم اس کانفرنس کی روئیداد کو پڑھتے ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ کسی دوسرے مذہب کا ذکر بجز اسلام کے نہیں کیا گیا اس سے پایا جاتا ہے۔ کہ **اسلام** ہی ایک ایسا مذہب ہے جو عیسویت کو نگل جانے والا ہے۔ قاہرہ کے نامور اخبار **المؤید** نے اس کانفرنس کے متعلق نوٹ لکھتے ہوئے لندن کی ایک تار کے حوالہ سے لکھا ہے۔ کہ افریقہ میں دین اسلام کا بسرعت پھیلنا عیسائی دنیا کے نزدیک ایک اہم موضوع اور ضروری بحث ہے جس کے متعلق مبلغین مسیحیت نے ایک شاندار کانفرنس منعقد کر کے غور و فکر کیا۔ جس میں قرار پایا کہ افریقہ میں مسیحی مدارس اور طبی رسالوں میں اضافہ کیا جائے۔ نیکچرار ونے اسبات پر افسوس ظاہر کیا۔ کہ برٹش گورنمنٹ دین اسلام کو پھیلنے پھولنے کا موقع دے رہی ہے۔ اور مسیحی مذہب کی گاڑی میں روڑا اٹکاتی ہے۔ غرض کہ اس کانفرنس کی رائے میں مسیحیت کی سست مشین کو سریع الحرکت بنانے کی اعلیٰ تدبیر یہ ہے۔ کہ مسیحی مشنریوں کی تعداد سہ چند رکھی جائے کہ وہ دین اسلام کے راستے میں مشکلات پیدا کر دیں۔ تاکہ کسی طرح اس کی اشاعت رک جائے۔ اور مسیحیت اس پر غالب ہو کر تمام عالم میں پھیل جائے۔

جائے غور ہے کہ یہ لوگ کانفرنسیں قائم کر کے خود صاف طور پر تسلیم کرتے ہیں کہ ہم دین اسلام کی اشاعت کو روکنے کیلئے ہر طرح کی جائز و ناجائز تدابیر پر عمل کر رہے ہیں پھر باایں ہمہ تعصب کا الزام ہم پر لگاتے ہیں۔ اور ہماری متوقع اسلامی جامعیت کے تصور سے ڈرا کرتے ہیں۔ حالانکہ اگر دیکھا جائے۔ تو خود اُن سے بڑھ کر کوئی متعصب اور بے انصاف نہیں جو اپنے ہم مذہب سلطنتوں کے بھروسہ پر دوسرے مذاہب کو بزور وجبر دبانے کیلئے کمر بستہ ہیں +

اس نوٹ کو پڑھ کر معلوم ہوتا ہے۔ کہ عیسائی مشنری کیسے جھنجلائے ہوئے ہیں۔ اور بھوکے بھیڑیئے کیطرح گھبرائے ہوئے برٹش گورنمنٹ پر بھی حملہ کرنے سے نہیں رکتے۔ یہ رائے ڈاکٹر **کرل لم** نے پیش کی تھی۔ جو عرصہ سے سوڈان میں ہیں۔ اور جن کے مضامین پر حال ہی میں میرے مکرم مخدوم جناب مولوی شیر علی صاحب بی۔ اے۔ ایڈیٹر ریویو آف ریلیجنز نے ایک زبردست مضمون تنقیدی رنگ میں شایع کیا ہے۔ ڈاکٹر مذکور نے کہا کہ یوروپین گورنمنٹیں بلاواسطہ اور بالواسطہ اسلام کی اشاعت کی حوصلہ افزائی کر رہی ہیں۔ اور مسیحی مذہب کی طرف سے بے پرواہ ہیں۔ ڈاکٹر **کرل لم** کی یہ رائے نہایت سقیم اور نفرت کے قابل ہے۔ اس میں شک نہیں کہ برٹش گورنمنٹ کے عہد معدلت مہد میں اسلام اور دوسرے مذاہب کو اپنی اشاعت و تبلیغ کیلئے یکساں آزادی ہے۔ اور کسی شخص کو جبراً کسی مذہب کے اختیار کرنے کی ممانعت ہے۔ ہم اس آزادی کو بھی بڑی گراں قدر امداد اور نعمت سمجھتے ہیں۔ مگر یہ بالکل غلط ہے۔ کہ **اسلام** کی حوصلہ افزائی گورنمنٹ کی طرف سے ہوتی ہے۔ بہرحال میری غرض اس آرٹیکل میں اس امر پر بحث کرنا نہیں۔ ہم گورنمنٹ کی اس عنایت کے بدل شکرگزار ہیں۔ کہ ہمیں اپنے عقاید کی اشاعت کا حق دیا گیا ہے جس اشاعت کیلئے ہر قسم کے سامان ہمیں میسر ہیں۔ میری غرض اس وقت یہ بتانا ہے کہ خدا تعالےٰ نے اپنے فضل سے ہمیں ایسا زمانہ اور ایسے اسباب عطا کئے ہیں جو اسلام کا اظہار دوسرے تمام ملل باطلہ پر کیا جاوے۔ مشیت ایزدی میں جو وقت اس کام کیلئے مقدر تھا وہ آگیا۔ عیسائی مشنری جو لاکھوں اور کروڑوں روپیہ پانی کیطرح اس کام کے لئے بہاتے ہیں انہوں نے اعتراف کر لیا ہے۔ کہ باوجود ان کی سرتوڑ کوششوں کے وہ اسلام کے مقابلہ میں ترقی نہیں کر سکتے۔ اور اب وہ اپنی طاقت اور جتھے کو اس مقصد کے لئے سہ چند کرنا چاہتے ہیں۔ اسلام کی حقانیت اور روحانیت میں اتنی قوت ہے کہ ایک آدمی دس کے مقابلہ کے لئے کافی ہے۔ یہ وقت عیسوی مذہب کی شکست فاش کا ہے۔ مسلمانوں کو بہت تھوڑی ہمت اور کوشش کی ضرورت ہے۔ مگر وہ ہمت اور توجہ خدا میں ہو کر ہونی چاہئیے اور اگر اس طریق کو چھوڑ کر جو اصطفا نے اس وقت اسلام کے غلبہ کا ہمیں بتایا ہے۔ اور جس کے اظہار کے لئے اپنا بندہ ہم میں بھیجا ہم کوئی کوشش کریں گے تو یقیناً وہ غیر مفید اور اکارت جائے گی۔ پس ہمیں مناسب ہے کہ اشاعت اسلام کی کوششوں کو **امام وقت** کے ارشاد کے ماتحت کر دیں اور تمام انفرادی طاقتوں کو جو منتشر ہو چکی ہیں۔ ایک مرکز پر جمع کریں تو اللہ تعالیٰ یقیناً اپنے ملائکہ کی فوج کو نصرت اسلام کے لئے نازل کرے گا۔ اور اسلام کا بول بالا ہوگا۔ یہ **باطل** اب اُٹھ نہیں سکتا۔ مشنریوں کی تمام مجموعی کوششیں اکارت جائیں گی اسلئے کہ وہ حق اور روح کے ساتھ نہیں اور خدا کی حمد اور ستایش کی خاطر نہیں بلکہ راستبازوں کے امام اور نبیوں کے سردار صلے اللہ علیہ وسلم کی شان بلند کو گرانے کیلئے ہیں انکی یہ جنگ اسلام سے نہیں بلکہ خدا سے ہے۔ پھر خدا سے لڑنے والوں کا انجام عیاں ہے۔ بالآخر میں اپنے دوستوں کو آگاہ کرتا ہوں۔ کہ وہ اُٹھیں۔ کیونکہ کام کرنے کا وقت یہی ہے۔ ورنہ

قضائے آسماں است ایں بہر حالت شود پیدا +

فقط

فیصلہ ثالثی متعلق انجمن حمایت اسلام لاہور

(انجمن حمایت اسلام لاہور کی طرف سے مندرجہ ذیل فیصلہ ثالثی بغرض اشاعت موصول ہوا ہے جس کو ذیل میں ضمیمہ (جس میں ممبران کونسل کی فہرست ہے) چھوڑ کر شایع کیا جاتا ہے۔ ایڈیٹر)

جنرل کونسل انجمن حمایت اسلام لاہور نے اپنے اجلاس منعقدہ ۲۹ - اپریل ۱۹۱۹ء میں بذریعہ ریزولیوشن مندرجہ ذیل بالاتفاق ہم سات خادمانِ قوم کا ایک بورڈ آف آربیٹریشن (کمیٹی ثالثان) باختیارِ کامل اس غرض کے لیے مقرر کیا کہ جملہ امور متعلقہ انجمن کا مناسب فیصلہ کریں۔

ریزولیوشن

یہ اجلاس نواب فتح علیخاں صاحب بہادر قزلباش سی - آئی - ای پریزیڈنٹ - آنریبل نواب ذوالفقار علیخاں صاحب - آنریبل میاں محمد شفیع صاحب - مولوی حاجی رحیم بخش صاحب سی - آئی - ای - شیخ اصغر علی صاحب بی - اے - آئی - سی - ایس - میاں فضل حسین صاحب ایم - اے - بیرسٹر ایٹ لا - ڈاکٹر شیخ محمد اقبال صاحب ایم - اے بیرسٹر ایٹ لا کا کورٹ آف آربیٹریشن مقرر کرتا ہے اُن کو کامل اختیار ہوگا کہ جملہ امورات متنازعہ انجمن حمایت اسلام کے متعلق جو فیصلہ مناسب سمجھیں دیں۔ اور اس فیصلہ پر عملدرآمد کریں اور کرا دیں۔ اُن کا ساختہ قطعی ہوگا"

چنانچہ اس اختیار کے مطابق ہم نے یکم - ۱۴ - ۱۵ - ۱۶ - ۱۷ - مئی ۱۹۱۹ء کو متواتر اجلاس کر کے مناسب تحقیقات کی اور باہم تبادلۂ خیالات کے بعد بلکہ بعد کامل غور اختلافاتِ گذشتہ کو مٹانے - انجمن کی موجودہ حالت کی درستگی اور آئندہ بہبودی کے حصول کے لیئے ہم مفصلہ ذیل فیصلہ صادر کرتے ہیں +

بجنسہٖ (فیصلہ ثالثی متعلق انجمن حمایت اسلام لاہور)

(۱) موجودہ کمیٹی ہائے انتظامی کے تین سلسلے - یعنی جنرل کونسل مینیجنگ کمیٹی (مجلس منتظمہ) اور کمیٹی ہائے ماتحت کی بجائے آئندہ انتظام انجمن کے لیئے جنرل کونسل اور پانچ مستقل کمیٹی ہائے ماتحت مقرر کرتے ہیں - جو براہ راست جنرل کونسل کے ماتحت ہونگی - موجودہ قواعد کے رو سے جو اختیار جنرل کونسل اور مجلس کو حاصل ہیں - نئے قواعد تیار ہونے تک وہ سب نئی جنرل کونسل کو حاصل ہوں گے +

(۲) جنرل کونسل کے ممبران کی تعداد ایک سو گیارہ (۱۱۱) ہوگی جن میں سے ساٹھ (۶۰) ممبران مقامی اور اکاون (۵۱) مفصلات کے رہنے والے ہوں گے - پہلی جنرل کونسل کے ممبر اس فیصلہ میں ہم نے خود انتخاب کر دیئے ہیں - آئندہ چار سال کے بعد اور بعد ازاں ہر تین سال کے بعد ⅓ حصہ ممبران مقامی اور ⅓ حصہ ممبران مفصلات بذریعہ قرعہ اندازی نکل جایا کریں گے - اور اُن کی بجائے باقی ⅔ حصہ ممبران جنرل کونسل نئے ممبر بقیدِ مقام منتخب کیا کریں گے ممبران خارج شدہ دوبارہ بطور امیدوار پیش ہو سکیں گے +

(۳) عہدہ داران انجمن مفصلہ ذیل ہوں گے:-

پریزیڈنٹ (۱) وائس پریزیڈنٹ سینیر و جونیر (۲) سکرٹریان (۲) فنانشل سیکرٹری (۱) اگزیمینر (۱) انجنیر (۱) +

(۴) عہدہ دار مندرجہ فقرہ نمبر ۳ پر ہم مفصلہ ذیل اصحاب کو منتخب کرتے ہیں:-

پریزیڈنٹ - حاجی نواب فتح علی خانصاحب قزلباش سی آئی - ای +

وائس پریزیڈنٹ - سینیر شمس العلماء مفتی مولوی محمد عبداللہ صاحب ٹونکی +

ایضاً دجونیر خانصاحب میاں نظام الدین صاحب پنشنر ڈسٹرکٹ جج رئیس باغبانپورہ +

سیکرٹریان - حاجی شمس الدین صاحب و شیخ عبدالعزیز صاحب بی - اے - ایڈیٹر آبزرور +

فنانشل سکرٹری - بابو قادر بخش صاحب اکونٹنٹ کرنسی آفس +

اگزیمینر - ماسٹر احمد بابا صاحب +

انجنیر - میر فدا حسین صاحب ہیڈ ڈرافٹسمین نارتھ ویسٹرن ریلوے +

(۵) جنرل کونسل کے ماتحت پانچ مستقل کمیٹیاں حسب ذیل ہوں گی:-

۱ - کالج کمیٹی +
۲ - سکولز کمیٹی +
۳ - کمیٹی تالیف و اشاعت +
۴ - کمیٹی یتیم خانہ +
۵ - فنانس کمیٹی +

ہر چہار کمیٹی ہائے اول الذکر کے ممبران کی تعداد پندرہ پندرہ ممبر فی کمیٹی مقرر کی ہے - فنانس کمیٹی کے ممبران کی تعداد گیارہ ہوگی - اور جنرل کونسل انکا انتخاب ہر تین سال کے بعد کیا کرے گی +

(۶) جنرل کونسل آئندہ ان پانچ کمیٹی ہائے ماتحت کے چیرمین اور سکرٹری اپنے ممبران مقامی کے زمرہ سے منتخب کیا کرے گی - ہر دو سکرٹریان انجمن اپنے اپنے ڈیپارٹمنٹ کی کمیٹیوں کے بحیثیت عہدہ ممبر ہوں گے علاوہ اُن کے ممبران جنرل کونسل میں سے گیارہ ممبر سے زیادہ کمیٹی ہائے ماتحت کے ممبر نہیں ہو سکیں گے +

(۷) حاجی شمس الدین صاحب کمیٹی تالیف و اشاعت اور کمیٹی یتیم خانہ اور غیر مستقل کمیٹی تعمیرات (بلڈنگ کمیٹی) کا کام جنرل کونسل میں پیش کیا کریں گے اور اُن کے بل وغیرہ انہیں کی معرفت محکمہ مال میں پیش ہوا کریں گے + شیخ عبدالعزیز صاحب بی - اے - کالج کمیٹی - سکولز کمیٹی فنانس کمیٹیوں کا کام جنرل کونسل میں پیش کیا کریں گے - اور اُن کے بل وغیرہ اُنہیں کی معرفت محکمہ مال میں جایا کریں گے +

(۸) ان پانچ کمیٹی ہائے ماتحت کے ممبران میں سے ماسوا ہر دو سکرٹریان انجمن کے جو اپنے اپنے ڈیپارٹمنٹ کی متعلقہ کمیٹیوں کے ممبر ہوں گے کوئی اور شخص دو کمیٹی ہائے ماتحت سے زیادہ کا ممبر نہیں ہو سکے گا +

(۹) سوائے صاحب پرنسپل اور ہیڈ ماسٹر کے اور کوئی ملازم انجمن جنرل کونسل یا اس کی ماتحت کمیٹی کا ممبر نہیں ہو سکیگا - اور حاجی شمس الدین صاحب پر اس قاعدہ کا اطلاق نہ ہوگا +

(۱۰) جنرل کونسل یا کمیٹی ہائے ماتحت کا کوئی ممبر انجمن کے کسی کام کو ٹھیکہ یا اُجرت پر نہ لے سکیگا - اور نہ کوئی اور کاروبار تجارتی انجمن کے ساتھ کر سکیگا اور نہ کوئی شخص جس کے پاس کسی کام کا ٹھیکہ ہو یا جو انجمن

کے ساتھ کوئی کاروبار تجارتی یا لین دین کرتا ہو جنرل کونسل یا کمیٹی ہائے ماتحت کا ممبر ہو سکے گا +

(۱۱) عہدہ داران انجمن کا انتخاب جنرل کونسل پہلے چار سال کے بعد اور بعد ازاں ہر تین سال کے بعد کیا کریگی اور پرانے عہدہ داراں کے نام دوبارہ انتخاب کے لئے پیش ہو سکیں گے +

(۱۲) فہرست ممبران جنرل کونسل جن کو ہمنے انتخاب کردیا ہے - بطور ضمیمہ (الف) منسلک فیصلہ ہذا ہے اور مستقل کمیٹی ہائے ماتحت اور نیز غیر مستقل کمیٹی عمارات کے عہدہ داران و ممبران جو ہمنے منتخب کر دیئے ہیں - ضمیمہ (ب) میں درج ہیں +

(۱۳) مندرجہ بالا قواعد اور اصولوں کو مدنظر رکھ کر جن کی پابندی لازمی ہوگی - نئی جنرل کونسل قواعد عامہ انجمن کو از سر نو تیار کریگی +

(۱۴) جب تک نئے قواعد بن کر جنرل کونسل سے منظور نہ ہو جائیں - کمیٹی ہائے ماتحت اپنے اختیارات بموجب قواعد موجودہ استعمال میں لاوینگی ماسوا اُن تبدیلیوں کے جو ہم نے فیصلہ ہذا میں کر دی ہیں +

(۱۵) ہر دو سکرٹریان انجمن ہمارے اس فیصلہ کا بہت جلد بذریعہ اخبارات اعلان کردیں اور ہمارا فیصلہ ممبران انجمن کے پاس فوراً ارسال کردیں اور تاریخ وصولی فیصلہ سے دو ہفتہ کے اندر نئی جنرل کونسل کا اجلاس کر کے ممبران انجمن کی رائے اُس کے سامنے پیش کردیں اور نئی جنرل کونسل کے اجلاس کی تاریخ سے جس میں ممبران انجمن کی رائے پیش ہونگی - کمیٹی ہائے ماتحت اپنا اپنا کام شروع کریں گی - اور اُن کو اختیار ہوگا کہ اپنے اپنے ڈیپارٹمنٹ کا انتظام اپنے ہاتھ میں لیکر بموجب قواعد اپنے اپنے اختیارات استعمال میں لاویں +

(۱۶) ان اصلاحات کو مدنظر رکھ کر جو ہم نے اس فیصلہ میں کردی ہیں - اور انجمن کی آئندہ بہبودی کے لحاظ سے ہم مناسب خیال کرتے ہیں کہ جو مقدمات فوجداری انجمن اور مولوی انشاء اللہ کی طرف سے بعض ممبروں و ملازمین وغیرہ انجمن کے برخلاف دائر ہیں نہ چلائے جاویں اور انجمن اور مولوی صاحب موصوف سے درخواست کرتے ہیں - کہ وہ ان مقدموں کو باجازت عدالت واپس لیویں +

اخیر میں ہماری دلی دعا ہے - کہ خداوند کریم اپنے فضل و کرم سے اس نئے انتظام نیک نتائج پیدا کرے - اور انجمن حمایت اسلام لاہور کو دن بدن ترقی ہو - آمین مورخہ ۱۹ جولائی ۱۹۱۰ء

دستخط فتح علی - دستخط رحیم بخش - دستخط محمد ذوالفقار علیخان - دستخط محمد شفیع دستخط اصغر علی - دستخط فضل حسین دستخط محمد اقبال +

اسلام سے ٹھٹھا نہ کرو

لاہور کے ریلوے کرکٹ گراونڈ میں ایک سکھ چین کے درخت پر بعض ابھرے ہوئے حروف کا کرشمہ پیسہ اخبار میں شایع ہوا ہے - اگرچہ پیسہ اخبار نے اسے کرامت نا درخت کی صورت میں پیش نہیں کیا مگر بعض نادان اسے اسلام کی صداقت کی دلیل ٹھیراتے ہیں - کہا جاتا ہے - اس درخت پر لا الہ محمد رسول علی ولی وصی کے حروف نمایاں طور پر لکھے ہوئے ہیں - اس تحریر کے متعلق تنقیدی بحث کرنے سے قبل یہ کہنا ضروری ہے - کہ اسلام اپنی صداقت میں ایسے شعبدات کا محتاج نہیں - ایسے امور کو اسلام کی سچائی کی دلیل ٹھیرانا اسلام کا مذاق اڑانا ہے اسلام کی ذاتی تعلیم اسکی خوبیاں اور اس کے خوارق اور زندہ نشانات اسکی سچائی کے عظیم الشان گواہ ہیں یہ کلمہ جو سکھ چین کے درخت کے پتے پر کسی عیار نے کھود لیا ہے بجائے اسلام کی سچائی کے دہریت پھیلاتا ہے - کیونکہ وہاں لکھا ہے لا الہ یعنی کوئی معبود ہی نہیں - اور پھر آخری حصہ لکھنے والے کی شیعیت پر دلالت کرتا ہے - کیونکہ علی وصی ولی بجز شیعوں کے اور کوئی نہیں بولتا - اسلئے جہانتک میرا خیال ہے - یہ کسی شیعہ بزرگ کی دستکاری کا نتیجہ ہے بہر حال اس روشنی اور علم کے زمانہ میں ایسی باتوں کو اسلام کی سچائی کے لئے فخر سے پیش کرنا اسلام کے ساتھ دوستی نہیں بلکہ دشمنی کرنا ہے - اور مخالفین کو اس پر ہنسی کا موقعہ دینا ہے - امید ہے کہ مسلمان اخبارات اس قسم کی تحریریں چھاپنے سے آیندہ احتراز کریں گے -

ایڈورڈ میموریل فنڈ کا جلسہ

آج ۷- اگست ۱۹۱۰ء کو تین بجے بعد دوپہر احاطہ کچہری ضلع گورداسپور میں صاحب ڈپٹی کمشنر گورداسپور نے اپنے ضلع کے منتخب اور اہل الرائے لوگوں کا ایک عام جلسہ کرنا چاہا ہے - جس میں قیصر الہند آنجہانی کی یادگار کے لئے فنڈ مہیا کرنے کی تجاویز پر غور اور انہیں عملی صورت میں لانے کے لئے تجویز کی جاویگی - حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہٖ بھی مدعو ہیں +

اطلاع

۱۴- اگست ۱۹۱۰ء کے الحکم کے ساتھ -

خریداران الحکم کی خدمت میں ایک مطبوعہ چٹھی بطور ضمیمہ بھیجی جاوے گی - خریداران الحکم کا فرض ہے کہ وہ اس چٹھی کا جواب ۸- اگست ۱۹۱۰ء تک غایت کار بھیجدیں -

یہ چٹھی الحکم کے متعلق غالباً ایک ضروری چٹھی ہوگی - اور میں سمجھتا ہوں - کہ اس کے جواب کے بعد الحکم کے متعلق بہت سی ضروری باتوں کا فیصلہ اس کے ناظرین اور سرپرستوں سے ہو جاوے گا +

اخبار کے قیام و بقا کے لئے ضرورت اس امر کی ہے - کہ اُن مشکلات کا جو اس کی راہ میں ہیں - ہاتھ اسباب کے اصول تک تدارک کیا جاوے - اور پھر بعد اس کے اللہ تعالیٰ سے استمداد چاہی جاوے +

ایڈیٹر

سرکاری نصاب تعلیم میں اسلام پر حملے

ہندوستان میں برٹش حکومت نے جو اپنی رعایا کی سچی خیر خواہ ہے۔ سررشتہ تعلیم اور یونیورسٹیاں ہندوستانیوں کی علمی عقلی۔ اور اخلاقی بہتری کے لئے قایم کی ہیں اور جیسا کہ واقعات سے شہادت ملتی ہے۔ نہ تو سررشتہ تعلیم کا یہ منشاء ہے اور نہ کسی یونیورسٹی کا تعلیمی کتابوں کے ذریعہ سے جو کالجوں اور اسکولوں میں پڑھائی جاتی ہیں کسی مذہب پر دل آزار اور گندے حملے کئے جائیں لیکن جب اس "تاریخ ہند" پر نظر ڈالی جاتی ہے۔ جو الہ آباد یونیورسٹی کے اسکولوں میں پڑھائی جاتی ہے تو معاملہ برعکس نظر آتا ہے۔ اور اگرچہ مجھے اب بھی یقین ہے کہ اس تاریخ کے مضامین جو اسلام اور مشاہیر اسلام کی وقعت گھٹانے والے ہیں۔ ان میں سررشتہ تعلیمی یونیورسٹی کو کوئی دخل نہیں ہے۔ تاہم میں بلا خوف تردید کر سکتا ہوں۔ کہ کتاب کو رواج دینے والے افسران یونیورسٹی اس کے ذمہ دار ضرور ہیں۔ جنہوں نے ایک ایسی کتاب کو عام اسکولوں میں رواج دیا جس کے مضامین سراسر قابل اعتراض اور ناپسندیدہ ہیں ان کالموں میں اس سے پیشتر بھی بعض باتیں اس تاریخ کے متعلق لکھی جا چکی ہیں۔ لیکن آج ان پر مزید روشنی اس اغراض سے ڈالی جاتی ہے۔ کہ اس تاریخ کے مضامین کی اُسی طرح اصلاح ہو سکے جس طرح کہ پنجاب یونیورسٹی کی تاریخ ہند میں بوجہ اس کے قابل اعتراض مضامین کے کی گئی ہے۔

(۱) بنی انسان کی ایک بہت بڑی جماعت جس کی تعداد کروڑوں کی ہے۔ قرآن مجید کو ذریعۂ ہدایت باعث نجات وسیلہ ترقی جان کر اور مان کر اس کی عظمت و توقیر کرتی ہے۔ لیکن تاریخ مذکور کے مؤلف کو یہ گوارہ نہیں جس نے بڑی فیاضی کے ساتھ یہ لکھا ہے کہ "قرآن مسلمانوں میں مثل ایک مقدس کتاب کے مانا جاتا ہے"

(۲) اگرچہ مسلمانوں کا دعوٰی اور ایمان ہے۔ کہ قرآن اللہ پاک کی طرف سے خلق خدا کی رہبری اور رہنمائی کے لئے نازل کیا گیا۔ اور یہ کہ اس کی تالیف میں کسی انسانی طاقت و قدرت کو دخل نہیں۔ لیکن تاریخ مذکور کا متعصب مولف لکھتا ہے کہ "محمد (رسول صلعم) کے مرنے کے کچھ مدت بعد اس کے اقوال ایک کتاب (قرآن مجید سے مراد ہے) میں جمع کئے گئے" یہ خیال مسلمانوں کے دعوٰی اور ایمان کے بالکل خلاف ہے۔ اور اُن کے مذہب کی توہین کرتا ہے۔

(۳) اس تاریخ میں رسول مقبول کی سن ہجرت کو لفظ بھاگ جانے سے موسوم کیا ہے۔ حالانکہ وہ بھاگ جاتے نہیں۔ بلکہ دنیا میں ایک ایسے بے نظیر تمدن کے سال کا آغاز تھا۔ جس کی ساری حق پسند دنیا قایل ہے۔

(۴) جزیہ کی بابت ہٹ دھرم مؤلف نے جھک مارا ہے۔ جزیہ دراصل ایک بہت ہی ہلکا ٹیکس تھا۔ جو غیر مسلمان رعایا سے مسلمان اُن کی حفاظت اور فوجی خدمات سے اُن کو محروم رکھنے کی حالت میں لیا کرتے ہیں۔ مگر مؤلف تاریخ مذکور نے جزیہ کی بابت یہ لکھا ہے کہ "جو لوگ مسلمانوں میں نہیں داخل ہوتے تھے اُن کو ایک بھاری ٹیکس دینا پڑتا تھا۔ جس کا نام جزیہ پڑ گیا" یہ خیال بالکل غلط اور مؤلف کی ناواقفیت اور کم مائگی کی دلیل ہے۔

(۵) اٹلی کے ایک سربرآوردہ امیر پرنس لیتوالو جس کی قایم کی ہوئی علمی و تحقیقاتی انجمن نے تاریخ اسلام کی جو پہلی جلد شایع کی ہے۔ اس میں لکھا ہے۔ کہ حقیقی اسلام کی تعلیمات میں تمام دنیا کا قانون بننے کی صلاحیت موجود ہے" لیکن مؤلف مذکور لکھتا ہے کہ "اسلام ایک ایسا مذہب ہے۔ جو صرف وحشی اور خونخوار عربوں ہی کی طبایع کیلئے موزون تھا" اس سے بڑھکر اسلام کی توہین اور کیا ہو سکتی ہے کہ اُسے خونخواروں کا مذہب قرار دیا جائے مولف کے خیال سے تو یہ نتیجہ نکلتا ہے۔ کہ جو لوگ سوائے عربوں کے دائرہ اسلام میں آئے اور جن میں خود اہل یورپ بھی شامل تھے وہ بھی خونخوار تھے۔ یا جن یوروپین محققوں نے اسلام کی خوبیوں کا اعتراف کیا ہے۔ وہ بھی خونخوار تھے سچ ہے کہ متعصب مؤلف ہمیشہ دوسروں میں عیب نکالا کرتا ہے اور یہی حال اس تاریخ کے مؤلف کا ہے۔

ہندوستان میں مسلمان بادشاہوں نے جس فراخ دلی اور انصاف کے ساتھ حکومت کی ہے۔ اس کی مثال دنیا کی تاریخ میں کمتر ملتی ہے۔ لیکن تاریخ مذکور کے مولف صاحب نے ہندوستان کے سارے مسلمان بادشاہوں کو ایک ہی لاٹھی سے ہانکا ہے۔ اُن کو جاہل۔ ظالم۔ خونریز۔ قزاق۔ عیش پرست۔ شرابی وغیرہ وغیرہ کے ناموں سے یاد کر کے یہ ناپاک کوشش کی ہے۔ کہ ان کو بدترین خلایق ثابت کیا جائے۔ متعصب اور کور باطن مولف نے یہ کہا یا ہے کہ ان بادشاہوں کے عہد حکومت میں مسلمان رعایا کو سخت تکالیف برداشت کرنی پڑتی تھیں۔ عورتوں کی عصمت محفوظ نہ تھی۔ لوگوں کا اپنے مذہب پر قایم رہنا دشوار ہو گیا تھا۔ اور وہ طرح طرح کی نفرت انگیز اور وحشیانہ مظالم کے تختہ مشق بنے رہتے تھے۔ اُن کو مذہبی آزادی حاصل نہ تھی۔ اُن کے معابد کی تحقیر کی جاتی تھی یہ ساری باتیں لغو ہیں۔ کیونکہ جس قوم (ہندؤں) کی غیرت و جوش اور بہادری کے افسانے اب تک زبان زد ہیں اور جن سے کتابیں بھری پڑی ہیں۔ کیا وہ ایسی کمزور اور بودی قوم تھی کہ اتنے مظالم برداشت کرتی اور صدیوں تک خاموش بیٹھی رہتی۔ اور ایسے ناشائستہ برتاؤ پر بھی آزادی حاصل کرنے کے لئے کسی قسم کی کوشش نہ کرتی۔

• اس میں شبہ کو مطلق گنجایش نہیں کہ یونیورسٹی کے نصاب تعلیم میں ایسی کتاب کے داخل رہنے سے نہ صرف دوسرے مذہب والوں میں اسلام اور مشاہیر اسلام کے خلاف سخت نفرت پھیل جائیگی بلکہ خود مسلمان طلباء میں اپنے مقدس مذہب کے خلاف ایک بغاوت کا آغاز ہو جائیگا اور اس اصول کے مطابق کہ جس قسم کی کتابیں طلبا کو پڑھائی جاتی ہیں ویسے ہی طلباء کے خیالات ہو جاتے ہیں۔ تاریخ مذکور سے طلبہ کے لئے جنکے مطالعہ میں وہ آئیگی نقصان دہ ثابت ہو گی ان جملہ وجوہات کے اعتبار سے اس تاریخ کو سرکاری نصاب تعلیم میں سے یا تو بالکل ہی خارج کر دیا جاوے اور یا اسکی کافی اصلاح کرائی جاوے تاکہ وہ مسلمانوں کی مزید دل آزاری اور مذہب اسلام کی مزید توہین کا موجب نہ ہو سکے اور اسی خیال سے میں افسران سررشتہ تعلیم صوبہ متحدہ الہ آباد

اسلامیہ کالج میں سٹرائک

نمبر (۳)

(گذشتہ اشاعت سے آگے)

یہ بات صرف پرنسپل صاحب تک محدود نہ رہی بلکہ اُن کے لڑکوں نے جو سٹرائیک میں شامل تھے۔ خود لوگوں کو بتایا کہ صرف احمدی طلباء شامل نہیں ہوئے اور باقی جو کہ لڑکے غیر احمدی شامل نہ ہوئے تھے اُن کو بھی اونہوں نے احمدیوں میں ہی شامل کیا۔

احمدی طلباء کی نیک نامی۔ اس جگہ اتنا عرض کر دینا بھی ضروری سمجھتا ہوں۔ کہ یہ نیک نامی خدا تعالیٰ کے فضل سے صرف اسلامیہ کالج کے طلباء کو ہی حاصل نہیں ہوئی بلکہ گورنمنٹ کالج کے احمدی طلباء کو بھی اور اس کو چھوڑ کر علیگڈھ کالج کے طلباء کو بھی حاصل ہوئی اور ایسا ہی میڈیکل کالج لاہور میں جب سٹرائک ہوا تو بھی احمدی طلباء الگ رہے غرض احمدی طلباء نے ہر آزمایش کے موقعہ پر اپنے امام کی ہدایت اور تعلیم کی عملی رنگ میں نہایت ہی بڑھ کر عزت کی تھی اس دفعہ بھی احمدی نوجوانوں کا نام پیسہ اخبار اور پنجابی اخبار اور دیگر اخبارات میں اچھی طرح سے روشن ہوا کہ یہ لوگ شامل نہیں ہوئے بہر حال یہ خدا کا فضل ہے جو ایسے موقعوں پر اُن کو خاص استقامت دیتا ہے۔ اور یہ حضرت مسیح موعود کی تعلیم کا نتیجہ ہے جو ان لوگوں کے دلوں میں اچھی طرح سے گھر کر گئی ہے۔ خدا کرے کہ ان لوگوں کو آئندہ بھی دین اور دنیا میں نیک نامی حاصل ہو۔ میں پھر اصلی مطلب کی طرف لوٹتا ہوں۔ وہ یہ سٹرائک کے دن تک بڑے زور سے رہے۔ اور پھر آہستہ آہستہ بہت سے فسٹ ائر اور سیکنڈ ائیر کے لڑکے جو کہ محض ورغلائے گئے تھے۔ واپس آنے شروع ہوئے۔

پرنسپل صاحب کی استقامت اس جگہ میں پرنسپل صاحب کی تعریف کئے بغیر نہیں رہ سکتا۔ جنہوں نے باوجود سخت اور ترش باتیں سنکر

سکیں گے حوصلہ سے کام لیتے رہے۔ کہا جاتا ہے کہ سٹرائک والے دن

لوگوں سے جو انجمن کے مخالف تھے چندہ جمع کر کے گذارہ کرتے رہے۔ مگر یہ بھی عرض کر دینا ضروری ہے کہ وہ اپنی حرکت کو خوب سمجھتے تھے وہ اپنی زبان سے اقرار کرتے تھے۔ مگر ساتھ ہی کہتے تھے کیا کریں۔ اب ایک قسم اُٹھائی اُس کو اب پورا کر کے ہی چھوڑیں گے۔ مگر جب ان کی طاقت دن بدن کم ہونے لگی اور ادھر سے ان کے لیڈروں کے نام خارج کئے جانیکا آرڈر جاری ہو گیا۔ تو لگے یہ بھی چراغ سحری کی طرح تڑپنے۔ پھر جب اُن کے لیڈر عبد الحق کو جو پہلے سابقہ کالجوں سے خارج ہو چکا تھا یونیورسٹی سے بھی خارج کرا دیا۔ تو پھر اُن کے بھی حوصلے پست ہو گئے۔ اور آخر کار سب کے سب ہفتہ کے روز مورخہ ۳ جولائی ۱۹۰۹ء اپنا سا منہ لیکر آ گئے

طلباء کی شکایات کیا تھی ان نااہل لوگوں کی شکایات کیا ہو سکتی تھیں۔ شکایات کا پیش کرنا تو اُنکا بہانہ تھا۔ مثلاً وہ کہتے تھے کہ پرنسپل صاحب کا سلوک اچھا نہیں تھا۔ اگر ایک عقلمند انسان غور کرے تو اس کو ذاتی کینہ کی بو آئے گی۔ کیا طلباء پرنسپل صاحب کے رشتہ دار تھے کہ ان کو جیسے اور کالجوں کے پرنسپل اپنے طلباء سے سلوک کرتے ہیں۔ اسی طرح ہمارے پرنسپل صاحب سلوک کرتے تھے اور کرتے ہیں۔ میں اس سوال کے جواب میں اتنا کہہ دینا کافی خیال کرتا ہوں اور ایک غور کرنیوالا انسان سمجھ سکتا ہے۔ کہ جو پرنسپل اپنے طلباء کے ساتھ اُن کی کھیلوں میں شریک ہو۔ تو کیا اس کا سلوک اپنے طلباء سے برا ہو سکتا ہے کونسا پرنسپل اس طرح کرتا ہے۔ پس ایسے اعتراض کرنے والے کو

پھر دوسری شکایت یہ تھی کہ انتظام اچھا نہیں کر سکتے۔ یعنے کسی پروفیسر کو مہیا نہیں کر سکتے۔ تو یہ شکایت اگر کمیٹی کے بارے میں کی جاتی۔ تو بالکل بجا ہوتی۔ مگر جب کمیٹی نے پرنسپل صاحب کو اتنے اختیارات انتظام کے نہیں دیئے تو پھر ان پر کیا افسوس ہو سکتا ہے؟

تیسری شکایت یہ تھی کہ پرنسپل صاحب کی تعلیم انگریزی تسلی بخش نہیں۔ آج پرنسپل صاحب کو کئی سال اسی کالج میں ہو گئے ہیں۔ آجتک کوئی شکایت آپ کی تعلیم کی نسبت نہیں ہوئی۔ سال بسال تو ایسے افسر تجربہ کر کے ترقی کریں۔ کیا پرنسپل نے ترقی نہیں کی۔ اگر کوئی کہے۔ کہ کوئی ترقی نہیں کی۔ تو سوال پیدا ہوتا ہے۔ کہ وہ بھی تو وقت تھا۔ کہ اس کالج کو ۱۰۰ طلباء بھی کبھی نصیب نہیں ہوئے۔ جس دن سے آپ آئے ہیں۔ برابر ترقی ہو رہی۔ اور بہت ہو رہی ہے۔ یہ آپ کا ہی اثر ہے کہ ۱۰۰ کیا بلکہ ڈیڑھ دو سو کے قریب طلباء تعلیم پاتے ہیں۔ خیال کرنے کا مقام ہے ۱۹۰۹ء میں ۱۲۵ طلباء تھے۔ اور آج ایک سو پچاس طلباء سے زیادہ تعلیم پاتے ہیں۔ کیا یہ ترقی کا نشان نہیں ہے؟

پس یہ شکایات بالکل فضول تھیں۔ اگر فرض بھی کر لیا جاوے کہ آپ کی تعلیم تسلی بخش نہیں تھی۔ تو اگر با ادب اس شکایت کو کمیٹی میں پیش کرتے۔ تو کیا پرنسپل صاحب کوئی اور انتظام کرتے مگر نہیں دراصل مشہور ہے

من حرامی حجتاں ڈھیر

کا معاملہ ہے۔ سٹرائیک ہونا تھا۔ ذاتی عناد کے جوش کو پورا کرنا تھا۔ تو اگر الزام لگاتے تو کیا کرتے۔ افسوس صد افسوس ایسے نالائق جاہل اور گستاخ طلباء پر جو اپنے محسنوں کے احسانات کو فراموش کر دیتے ہیں!۔

نتیجہ:۔ پس مذکورہ بالا کوائف سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ پرنسپل صاحب پر الزام لگانا بالکل فضول ہے۔ اگر قصور ہے تو کالج کمیٹی کا ہے جسنے حد سے زیادہ سستی کی۔ پہلے پہل جو شکایت اخبار میں شایع ہوئی وہ پروفیسروں کی کمی کی تھی۔ اسکو تین ماہ شایع ہوئے گذر گئے۔ مگر یہ لوگ عدالتی جھگڑے میں سرگرم رہے اور کالج کے سٹاف کی پروا نہ کی اور لڑکوں کو خواہ مخواہ ایسی شورش کا موقعہ دیا۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ پرنسپل صاحب پر تمام الزام لگ گئے یا دوسرے لفظوں میں یوں کہنا چاہئے کہ پرنسپل صاحب کو کمیٹی نے الزام لگوائے ہیں۔

ایک تو میں پہلے عرض کر چکا ہوں کہ ذاتی عناد کا سبب تھا۔ کہ پرنسپل صاحب پر یہ الزام لگائے گئے مگر

جس طریق سے لیڈروں نے دوسروں کو سمجھایا - وہ یہ تھا کہ پرنسپل صاحب کچھ اختیار نہیں رکھتے - اگر یہ پہلے پورے اختیار رکھتے تو سب کچھ کر سکتے تھے - جس طرح اور کالجوں کے پرنسپل بڑے اختیار رکھتے ہیں - وہ کہتے تھے کہ کوئی ایسا سخت پرنسپل آئے - جو زبردستی کمیٹی سے تمام اختیارات لے - اور یہی وجہ ہے - کہ بعض لوگوں نے اخباروں میں انگریز پرنسپل ہونے کی ضرورت کو پیش کیا ہے - مگر ہماری انجمن کیسی بد قسمت ہے کہ اس کو لایق سے لایق آدمی اور بڑے بڑے قوم کی خدمت کرنے والے ملے - مگر یہ اُن کی عنایت سے محروم ہی رہی جناب مولوی عبداللہ صاحب سروردی جو کہ ایسے لایق انسان تھے - کہ تمام ہندوستان کے تعلیم یافتہ لوگ ان کے نام نامی سے واقف ہیں - اور ان کی لیاقت کی داد دیتے ہیں یہاں تشریف لائے - انہوں نے اپنی کئی ہزار کی آمدنی کے مقابلہ پر چند سَو کی تنخواہ منظور رکھی - اور کالج کے لئے چندہ اکٹھا کرنے کا خود ذمہ اوٹھایا مگر وقت انجمن کو یہ تھی کہ اس کے کتب فروش ممبر وہ کو رٹی کے برابر نہ سمجھتے تھے - وہ تمام اختیارات اپنے ہاتھ میں لینا چاہتے تھے -

ہائے افسوس ایسے بلبل نے اس گلستان میں چند روز قیام کیا - اور اس کی میٹھی میٹھی صدائیں دور دور پہونچیں اور پنجاب کی مسلم کمیونٹی میں ایک خاص خوشی کا عالم طاری ہو گیا - اپنے کہتے تھے کہ لوٹے اسلامیہ کالج کے دن پھرے - اور اپنے تو اپنے غیر بھی رشک کرنے لگے اُسنے چاہا کہ پھول کے پودے کو ان میں اتنی ترقی دے کہ اس کے پھولوں کی خوشبو دور دور تک پہونچے - اور لوگ اپنے مال اور جان کے پانی سے ان پودے پالیں - اس خیال سے کہ یہ بلبل یہاں ہی بیٹھ رہے اور اپنے نغموں سے نوجوانوں کے دماغوں کو تخم گلستان کہ نونہال بنا دے مگر افسوس صد افسوس ناقدرشناس باغبانوں نے اسکی قدر نہ کی - اور اس کو ستانا شروع کیا - اس کو اپنی نیک مراد کو پورا کرنے نہ دیا تا اس کو یہاں سے پرواز ہی کرنا پڑا -

افسوس کی بات ہے کس وقت تو قدر نہ کی اب جب کہ ایسے آدمی کی ضرورت پڑی ہے - تو انگریز کے فکر میں ہیں - اپنے قومی بھائی کو اختیار نہ دے سکے جس کو اختیارات دینا تھا - اختیارات کو اب تک گھر میں ہی رکھا ہوا تھا - اب وہی اختیارات ایک انگریز کو دینے کے فکر میں ہیں - یا اگر یہ خیال کرتے ہیں - کہ ہم اس کو اپنے قبضہ میں رکھیں گے - یہ تو ناممکن انگریز ہو کر پھر قید میں رہے ؎

ایں خیال است و محال است و جنوں

خیر میرا کام یہاں پرنسپلشپ کے متعلق بحث کرنا نہیں - ہم تو ہر ایک پرنسپل کی فرمانبرداری کے لئے تیار ہیں - جس کو خدا ہم پر مقرر کرے - ہمیں نہ موجودہ پرنسپل سے انکار نہ کسی آنیوالے سے ناراضگی - جتنی دیر تک خدا موجودہ پرنسپل صاحب کو رکھے ہم اُن کے تابعداری اپنی سعادت یقین کرتے ہیں - اور جو آئندہ آوے اس کو بھی خوش آمدید کہتے ہیں ہیں اب پھر اصلی مضمون کیطرف رجوع کرتا ہوں - کہ جب حسب معمول ہفتہ کے روز پڑھائی شروع ہوئی - تو اسی روز نوٹس بورڈ پر ایک نوٹس دیکھنے میں آیا - جو صاحب پرنسپل صاحب نے دیا - کہ پیر جماعت علیشاہ صاحب اتوار کے روز ۶ بجے صبح کے طلباء کو ایڈرس دیں گے - اور دوسرے روز ایسا ہی ہوا - اور اب چونکہ کافی جگہ نہیں تھی اسلئے اتوار کا سبق پھر ناظرین کا ہدیہ کریں گے (انشاءاللہ تعالیٰ) اب چند باتیں کہکر ختم کرتا ہوں -

پس اے دوستو - اے بزرگو آپ لوگوں نے اس سرگذشت کو پڑھ لیا ہو گا - اور مجھے امید ہے کہ آپ ضرور اس پر غور کریں گے - اے دوستو آپ نے سنا ہو گا کہ قیامت کی نشانیوں میں سے دو یہ بھی ہیں کہ لڑکے اپنے والدین کی بے ادبی کریں گے اور کہیں گے - کہ یہ ہمارے والدین نہیں - اور اپنے استادوں کا مقابلہ کریں گے - ان کی بیعزتی کرینگے سو آج وہ باتیں مع دوسری باتوں کے پوری ہو رہی ہیں - اور خدا کا مرسل بھی دنیا میں آیا جسنے ایسے موقعہ پر آنا تھا - اس نے لوگوں کو اپنی طرف بلایا جس نے اس کی باتوں کو سُنا وہ امن میں رہا - اور جسنے اس کو بُرا کہا - وہ خود ذلیل ہُوا - اگر تم اس کی تعلیم پر بھی غور کرو تو میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ اس کی تعلیم ہی اس کی سچائی پر بڑی دلیل ہے - دیکھو اس نے ایکدفعہ اشتہار دیا کہ جو ایسے سٹرائیکوں میں شامل ہوتا ہے - وہ مجھ سے نہیں ہے - خدا کے فضل سے یہ اسی کی تعلیم کا اثر ہے - کہ ایک سچا احمدی طالبعلم باوجود صد ہا مخالفوں کے ایسے موقعہ پر پہلو تہی کرتا ہے - اور خدا کو اپنا ناصر اور حافظ تسلیم کرتا ہے - پھر دیکھو کہ ان تمام کالجوں میں جہاں سٹرائک ہوئے ہیں وہاں احمدی طلباء نے ہرگز حصہ نہیں لیا - اور صاف علانیہ طور پر شامل ہونے سے انکار کیا - پھر خدا نے ان کی کیسی مدد کی اور ان کو دوسروں کے مقابل میں کتنی عزت دی یہ خدا کا خاص فضل ہے وہ دیتا ہے جسکو چاہے - بیشک وہ عظیم الشان فضل والا ہے - پھر تم مسیح موعود ؑ کے مقابل پر ان مولویوں کا حال دیکھو رات دن چلاتے رہتے ہیں مگر اس کا کچھ فائدہ نہیں ہوتا کیا وجہ ہے - صرف یہی کہ انکی اپنی عملی حالت ٹھیک نہیں - انہوں نے خدا کے مرسل کا انکار کیا - وہ لاکھ شیخی کریں مگر وہ فضل جو خدا کے خالص بندوں کے ساتھ ہوتا ہے - وہ حاصل نہیں ہو سکتا - رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے کیا خوب فرمایا - کہ جس نے امام وقت کو نہ پہچانا وہ جہالت کی موت مرا - پس یہ لوگ کتنا ہی علم کیوں نہ پڑھیں اور لاکھ درسی کتابوں کو کیوں نہ دیکھ لیں - مگر وہ علم جو خدا اپنے بندوں کو عطا کرتا ہے - انسے سینکڑوں کوس دور رہتا ہے - وہ تاثیر جو ان کے کلام میں ہونی چاہئے وہ ان کی لاکھ شیخیوں سے پیدا نہیں ہو سکتی - وہ علم رکھتے ہیں - مگر جاہل ہیں - فہم رکھتے ہیں - مگر بیوقوف ہیں بظاہر صوفی - اور باطن میں خالی ہیں - ان کی حالت کا سبق ایک شاعر اپنی تقریر میں کیا خوب کھینچا ہے - وہ کہتا ہے ؎ جا ان لباسیوں کے نہ ظاہر الباس پر

پس اے دوستو تم دیکھتے ہو کہ ایسے سٹرائیکوں کے کیا نتیجہ ہوتے ہیں قرآن شریف تو رسول کریم کے زمانہ سے پکار پکار کہتا ہے۔ کہ تم خفیہ مجلسوں میں شامل نہ ہو اور مقدمہ بازی نہ کرو۔ کیونکہ یہ کام شیطان کی طرف سے ہوتے ہیں۔ لیکن افسوس کہ تم کو بتانے والے نہ رہے۔ تم مولویوں کے قصہ کہانیوں پر مت جاؤ۔ کیونکہ اسلام قصوں پر مبنی نہیں ہے۔ اسلام ایک ایسا مذہب ہے جس کی بات بات میں کوئی نقص نہیں۔ یہ پاک خدا۔ پاک رسول کا پاک مذہب ہے۔ دیکھو مسیح موعود نے تو پہلے ہی پبلک کو آگاہ کر دیا تھا کہ ایسے کاموں میں شریک نہ ہو۔ مگر لوگ بہرے رہے۔ اور اُس کا یہ نتیجہ ہوا کہ یہ مولویوں کے پھندے میں ہی رہے۔ جن کے خشک الفاظ کچھ حقیقت نہیں رکھتے اور یہ ایسے کاموں میں شامل ہوئے اور برباد ہوئے۔

پس اے احمدی نوجوانوں اے گلشن احمد کے نونہالو خبردار ہو جاؤ تم اخباروں کے ذریعہ دنیا کی سیر کرو۔ فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُجْرِمِيْنَ اور دیکھو جو لوگ خدا کے قانون کو توڑتے ہیں۔ اُن کا کیا حال ہوتا ہے۔ وہ خدا اور دنیا کے آگے مجرم قرار دیئے جاتے ہیں اور ذلیل ہوتے ہیں۔ پس تم بھی دوسری قوموں کی بری حالت سے عبرت حاصل کرو۔ اور اگر تم میں ایسا نقص ہے تو دور کرنے کی کوشش کرو۔ تم ہر وقت کی منصوبہ بازی سے بچو بخوبی کو شیطانی فعل کہا ہے۔ کیونکہ ایسی کارروائیاں شیطان کے فعل سے تعلق رکھتی ہیں۔ میں احمدی میروں کی خدمت میں بڑے زور سے عرض کرتا ہوں کہ وہ حتی الامکان لڑکوں کا خوب خیال رکھیں۔ اور انہیں منصوبہ بازی سے روکیں۔ ایسا نہ ہو کہ خدا کا قانون اُس پر صادر ہو۔ کیونکہ خدا کی گرفت کے قانون کسی کی رعایت نہیں کرتے۔ جو زناہ کرتے ہیں وہ سوزاک کی بیماری میں مبتلا ہوتے ہیں۔ جو چوری کرتے ہیں۔ وہ پکڑے جاتے ہیں۔ یہ گناہ ایسے ہیں کہ ان کا بدلہ ذرا دیر سے ملتا ہے۔ مگر سٹرائک جو بغاوت کے دوسرے درجہ پر ہے۔ اپنا نتیجہ ضرور رکھتا ہے۔ اس میں اگر ایک انسان ایک دفعہ ہی شامل ہو جاوے تو ضرور پھنس جاتا ہے۔ یہ ایسا کام نہیں کہ جس کے بد انجام میں دیر ہو جاوے۔ پس تم قادیان دارالامان میں رہ کر اپنی حالتوں کا مطالعہ کر کے اچھی طرح اصلاح کرو۔ اور اس نیک نامی کو جو خدا تعالےٰ نے تمہیں عطا کی ہے۔ شکر کے ساتھ حاصل کرو۔ اور ہمیشہ کے لئے قایم رکھنے کی کوشش کرو اور خدا سے فضل مانگو۔ کیونکہ بدوں خدا کے فضل کے کوئی کام نہیں چل سکتا۔ کیونکہ جس کو وہ چاہتا ہے عزت دیتا ہے۔ اور جس کو چاہتا ہے ذلت دیتا ہے۔ پس مبارک وہ جو خدا سے عزت پائیں اور اس کے راستے میں جو دنیا کی طرف سے ذلت ہو۔ اس پر خوشی کریں + (راقم مبارک)

ہنسنے کا موقعہ نہیں بلکہ رونے کا مقام ہے

اسی اخبار میں کسی جگہ ان کوششوں کا ذکر کیا گیا ہے۔ جو عیسائی مشنری اسلام کے خلاف کر رہی ہیں۔ اور آئیندہ کرنے کی تیاریوں میں مصروف ہیں۔ صرف اتنی ہی بات سے خوش ہو جانا کہ اسلام کا حافظ و ناصر مولیٰ کریم ہے۔ اور اسکو کسی قسم کا خطرہ نہیں ہے۔ ایک ایسی غلطی ہے۔ جس کا نتیجہ کسی صورت میں مفید اور قابل قدر نہیں ہو سکتا۔

یہ سچ اور بالکل سچ ہے۔ کہ اللہ تعالےٰ نے حفاظت دین قویم کا وعدہ کیا ہے۔ لیکن اس عالم اسباب میں اسباب سے کام نہ لینا خدا تعالیٰ کو آزمانا ہے جو انسان کے لئے ادب کے طریق سے بہت بعید ہے۔

جسطرف نظر اٹھا کر دیکھیں اور ایشیا کے دوسرے مذاہب کی جدوجہد کو دیکھیں تو حیرت اور تعجب ہوتا ہے۔ خود مسلمانوں میں بہت بڑی تعداد ایسے لوگوں کی ہے جو مذہب اسلام حقیقت تو درکنار اس کی موٹی موٹی باتوں سے بھی آگاہ نہیں ہیں۔ ہر سال مختلف اسلامی مدارس اور تعلیم گاہوں سے سینکڑوں کی تعداد میں مولوی فارغ التحصیل ہو کر نکلتے ہیں۔ مگر سوال یہ ہے کہ یہ کثیر تعداد اسلام کے لئے کس حد تک مفید ثابت ہوتی ہے وہ مدرسہ سے نکلا کیا کرتے ہیں؟ میں سچے علماء کی تعظیم اپنے دل میں رکھتا ہوں یہ تعظیم اس وجہ سے نہیں کہ انہوں نے بہت سی کتابیں پڑھی ہوئی ہیں۔ اور اُن کے علوم اور واقفیت کی وسعت سے دل پر ہیبت پیدا ہوتی ہے۔ اگر محض اتنی ہی بات ہو تو ایک بہت بڑی لائبریری یا کسی ضخیم کتاب کو دیکھ کر بدن پر کپکپی شروع ہو جائے لیکن ایسا نہیں ہوتا۔ بلکہ یہ تعظیم کا خیال صرف ان کی عملی قوت اور طاقت سے پیدا ہوتا ہے۔

اس وقت جو ہزاروں شاید لاکھوں کی تعداد میں علماء دین موجود ہیں۔ اُن کی طاقت اور قوت صرف فتوؤں تک محدود ہے اور وہ اپنے تمام علم کو اس ایک بات پر خرچ کر رہے ہیں کہ مسلمانوں کے شیرازہ کو منتشر کر دیا جائے اور اپنی پرستش کرائیں حالانکہ ان کے لئے کام کرنیکے واسطے بہت بڑا وسیع میدان موجود ہے۔ لاکھوں نہیں کروڑوں مسلمان اسلام سے محض ناواقف موجود ہیں۔ اور انہیں کوئی آگاہ نہیں کرتا۔ کہ مسلمان ہونا کسے کہتے ہیں کس قدر شرم کی بات ہے کہ مسلمان کہلا کر دیویوں کے مندروں پر سور ذبح کریں۔ اور ان دیویوں کی نذر گزرانیں۔ نیپال کی ترائی۔ گونڈہ۔ بستی۔ بہرائچ۔ کے اضلاع میں گاؤں کے گاؤں مسلمان ہیں۔ اب ان مقامات کو دیکھا جاوے کہ کس طرح پر ہمارے اسلاف نے (رحمہم اللہ اجمعین) سخت محنت اور جانفشانی سے اسلام کو وہاں تک پہنچایا۔ مگر ایک ہم ہیں کہ ان کو اسلام کی تبلیغ بھی نہیں کر سکتے ایسا ہی معلوم ہوا ہے کہ ہردوا گنج ضلع علیگڈہ میں ہے اس کے قریب ایک پیر کے مزار پر ہندو مسلمان سور کی قربانی چڑہاتے ہیں۔ اور اپنے بچوں کی پیشانیوں پر اس کے خون کے ٹیکے لگاتے ہیں۔ اس قسم کی شرمناک بدعتوں اور مشرکانہ حرکات کا مسلمانوں میں پیدا ہو جانا قیامت کی نشانی ہے۔ عیسائی پادری مسلمانوں کی ان اقوام کو جو خانہ بدوش ہیں عیسائی بنانے کے درپے ہیں اور انہوں نے اپنے کام کے دائرہ کو ان لوگوں میں وسیع کرنا چاہا ہے۔ آریوں نے ناواقف نومسلموں میں اپنا دہرم